بسم اللہ الرحمن الرحیم

سونے کے ساتھ اضافی موٹر سائیکل ہو، تو زکوۃ و قربانی اور صدقہ فطر کا حکم

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک شخص کے پاس صرف سات تولہ سونا ہے، اس کے علاوہ چاندی یا رقم وغیرہ نہیں ہے، البتہ دو موٹر سائیکل ہیں، ایک استعمال میں ہے اور ایک اضافی حاجت سے زائد ہے، اضافی موٹر سائیکل پہلے استعمال میں تھا، پھر خراب ہوگیا، تو دوسرا خرید لیا تھا، اب وہ کافی عرصہ سے خراب و بیکار پڑا ہے، البتہ اس کی مالیت تقریباً 50 ہزار ہوگی، تو کیا ایسے شخص پر زکوۃ فرض ہوگی؟

جواب

پوچھی گئی صورت میں اس شخص پر زکوۃ فرض نہیں ہوگی، البتہ دیگر شرائط کی موجودگی میں قربانی و صدقۂ فطر واجب ہو جائیں گے۔ اس مسئلہ کی تفصیل جاننے کے لئے چند اصول ملاحظہ فرمائیں:

(1) اگر کسی کے پاس فقط سونا ہو، اس کے علاوہ سونے کی ہم جنسِ نصاب (یعنی چاندی، روپیہ پیسہ، پرائز بانڈ، مالِ تجارت وغیرہ) میں سے کوئی اور مالِ زکوۃ نہ ہو، تو جب تک سونا وزن کے اعتبار سے "ساڑھے سات (7.5) تولہ" مکمل نہ ہو، اس پر زکوۃ فرض نہیں ہوگی۔

(2) اگر سونے کے ساتھ ہم جنسِ نصاب (مثلاً چاندی، روپیہ پیسہ، پرائز بانڈ یا مالِ تجارت وغیرہ) میں سے کوئی چیز مل جائے یا چاندی، نقدی، پرائز بانڈ، مالِ تجارت وغیرہ تنہا یا اپنی ہم نصاب چیزوں کے ساتھ مل جائیں، تو ان پر فرضیتِ زکوۃ کا نصاب "ساڑھے باون (52.5) تولے چاندی کی مالیت" ہوتی ہے۔

(3) قربانی واجب ہونے کی بھی قدرے تفصیل تو یہی ہے کہ اگر فقط سونا ہو، تو جب تک ساڑھے سات تولے کی مقدار کو نہیں پہنچے گا، قربانی واجب نہیں ہوگی، لیکن اگر سونے کے ساتھ اس کا ہم جنس مال (چاندی، مالِ تجارت وغیرہ) یا اس کے علاوہ مالِ زکوۃ (مثلاً سائمہ جانور) یا پھر حاجتِ اصلیہ سے زائد کوئی بھی سامان مل جائے، تو اس کی مجموعی مالیت ساڑھے باون تولے چاندی کے برابر یا زائد ہونے کی صورت میں قربانی واجب ہو جائے گی۔

ان اصولوں کی روشنی میں صورتِ مسئولہ کا جواب واضح ہوگیا کہ جب آپ کے پاس فقط سات تولہ سونا ہے اور اس کے علاوہ جنسِ نصاب (چاندی، روپیہ پیسہ، مالِ تجارت وغیرہ) میں سے کچھ بھی نہیں، تو آپ پر اس سونے کی زکوۃ فرض نہیں ہوگی۔ البتہ اس مالی کیفیت کے مطابق قربانی کے ایام میں آپ پر قربانی اور عید الفطر کے دن صدقۂ فطر واجب ہو جائے گا، کیونکہ قربانی و صدقۂ فطر کے نصاب میں سونے کے ساتھ حاجت اصلیہ سے زائد سامان بھی شامل ہوتا ہے اور پھر مذکورہ صورت میں نصاب "ساڑھے باون تولے چاندی کی مالیت"

ہے، تو سات (7) تولہ سونا اور اضافی (حاجتِ اصلیہ سے زائد) موٹر سائیکل کی مجموعی مالیت ساڑھے باون (52.5) تولہ چاندی کی مالیت سے کہیں زیادہ بنتی ہے۔

مذکورہ اصولوں کے متعلق جزئیات بالترتیب ملاحظہ فرمائیں:

اگر صرف سونا ہو، تو زکوٰۃ اس وقت فرض ہوگی کہ جب وہ ساڑھے سات تولہ مکمل ہو۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "لیس فیما دون مائتی درھم شیئ ولا فیما دون عشرین مثقالا ذھبا شیئ" ترجمہ: دو سو درہم (ساڑھے باون تولہ چاندی) سے کم میں کوئی چیز نہیں ہے اور بیس مثقال (ساڑھے سات تولہ سونے) سے کم میں کوئی چیز نہیں ہے۔" (الاموال لابن زنجویہ، جلد 3، صفحہ 987، مطبوعہ السعودیۃ)

تحفۃ الفقہاء میں ہے: "اما الذھب المفرد ان یبلغ نصابا وذلک عشرون مثقالا ففیہ نصف مثقال وان کان اقل من ذلک فلا زکاۃ فیہ" ترجمہ: صرف سونا ہو، تو اگر وہ نصاب کو پہنچے، تب اس میں زکوٰۃ فرض ہوگی اور سونے کا نصاب بیس مثقال (یعنی ساڑھے سات تولہ) سونا ہے اور اگر سونا اس سے کم ہو، تو اس میں زکوٰۃ فرض نہیں ہوگی۔ (تحفۃ الفقہاء، ج 1، ص 266، مطبوعہ بیروت)

اگر سونے کے ساتھ چاندی، مالِ تجارت وغیرہ جنسِ نصاب میں سے کوئی مال ہو، تو وجوبِ زکوٰۃ کا نصاب "ساڑھے 52 تولے چاندی کی مالیت" ہے۔ تبیین الحقائق میں ہے: "تضم قیمۃ العروض الی الذھب والفضۃ ویضم الذھب الی الفضۃ بالقیمۃ فیکمل بہ النصاب لان الکل من جنس واحد" ترجمہ: سامان کی قیمت کو سونے چاندی کی قیمت کے ساتھ ملایا جائے گا اور سونے کو قیمت کے اعتبار سے چاندی کے ساتھ ملایا جائے گا تاکہ نصاب مکمل ہو جائے، کیونکہ یہ سب ایک ہی جنس سے ہیں۔" (تبیین الحقائق، جلد 1، صفحہ 281، مطبوعہ ملتان)

مفتئ اعظم پاکستان حضرت علامہ مفتی وقار الدین قادری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: "جس کے پاس صرف سونا ہے، روپیہ پیسہ، چاندی اور مالِ تجارت بالکل نہیں، اس پر سوا سات تولے تک سونے میں زکوٰۃ فرض نہیں ہے، جب پورے ساڑھے سات تولہ ہوگا، تو زکوٰۃ فرض ہوگی، اسی طرح جس کے پاس صرف چاندی ہے، سونا، روپیہ پیسہ اور مالِ تجارت بالکل نہیں ہے، اس پر باون تولے چاندی میں بھی زکوٰۃ فرض نہیں ہے، جب ساڑھے باون تولہ پوری ہو یا اس سے زائد، تو زکوٰۃ فرض ہوگی۔ لیکن اگر چاندی اور سونا دونوں ہیں یا سونے کے ساتھ روپیہ پیسہ اور مالِ تجارت بھی ہے، اسی طرح صرف چاندی کے ساتھ روپیہ پیسہ اور مالِ تجارت بھی ہے، تو وزن کا اعتبار نہ ہوگا، اب قیمت کا اعتبار ہوگا، لہٰذا سونا چاندی، نقد روپیہ اور مالِ تجارت سب کو ملا کر، اگر ان کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہو جائے، تو اس پر زکوٰۃ فرض ہے۔" (وقار الفتاوی، ج 2، ص 384 تا 385، بزم وقار الدین، کراچی)

نصاب کے ساتھ ملانے کے معاملے میں سونا چاندی، روپیہ پیسہ اور مالِ تجارت ایک ہی جنس سے ہیں۔ چنانچہ فتاوی رضویہ میں ہے: "یہاں سونا چاندی تو مطلقاً ایک ہی جنس ہیں خواہ ان کی کوئی چیز ہو، اور مالِ تجارت بھی انھیں کی جنس سے گنا جائیگا اگرچہ کسی قسم کا ہو کہ آخر اس پر زکوٰۃ یوں ہی آتی ہے کہ اس کی قیمت سونے یا چاندی سے لگا کر انھیں کی نصاب دیکھی جاتی ہے تو یہ سب مال زر و سیم ہی کی

جنس سے ہیں اور وسطِ سال میں حاصل ہوئے توذہب وفضہ کے ساتھ شامل کردئے جائیں گے ۔" (فتاوی رضویہ، جلد10، صفحہ86، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

قربانی واجب ہونے کے نصاب کے متعلق بدائع الصنائع میں ہے: "فلا بد من اعتبار الغنی وھو أن یکون فی ملکه مائتا درھم أو عشرون دینارا أو شیء تبلغ قیمته ذلك سوی مسکنه وما یتأثث به وکسوته وخادمه وفرسه وسلاحه ومالا یستغنی عنه و ھو نصاب صدقة الفطر" ترجمہ: (قربانی میں) مالداری کا اعتبار ہونا ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ اس کی **ملکیت میں دو سو درہم (ساڑھے باون تولہ چاندی) یا بیس دینار (ساڑھے سات تولہ سونا) ہوں یا** (حاجتِ اصلیہ والی اشیاء مثلاً) رہائش، خانہ داری کے سامان، کپڑے، خادم، گھوڑا، ہتھیار اور وہ اشیاء جن کے بغیر گزارہ نہ ہو، کے علاوہ **کوئی ایسی چیز ہو، جو نصاب (یعنی دو سو درہم یا بیس دینار) کی قیمت کو** پہنچتی ہو اور یہ ہی صدقۂ فطر کا نصاب ہے۔" (بدائع الصنائع، کتاب التضحیۃ، جلد4، صفحہ196، مطبوعہ کوئٹہ)

صدقۂ فطر و قربانی کا نصاب ایک ہی ہے اور قربانی کے نصاب میں ہر طرح کا مالِ زکوۃ اور حاجت اصلیہ سے زائد سامان شامل ہوتا ہے۔

چنانچہ امام اہلسنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "قربانی واجب ہونے کے لیے صرف اتنا ضرور ہے کہ وہ ایام قربانی میں اپنی تمام اصلی حاجتوں کے علاوہ 56 روپیہ (اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے دور میں رائج چاندی کا نصاب) کے مال کا مالک ہو، **چاہے وہ مال نقد ہو یا بیل یا بھینس یا کاشت**، کاشتکار کے ہل بیل اس کی حاجت اصلیہ میں داخل ہیں، ان کا شمار نہ ہو۔" (فتاوی رضویہ، جلد20، صفحہ370، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

صدرالشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "جو شخص دو سو درہم یا بیس دینار کا مالک ہو یا حاجت کے سوا کسی ایسی چیز کا مالک ہو، جس کی قیمت دو سو درہم ہو، وہ غنی ہے، اوس پر قربانی واجب ہے۔ حاجت سے مراد رہنے کا مکان اور خانہ داری کے سامان، جن کی حاجت ہو اور سواری کا جانور اور خادم اور پہننے کے کپڑے، ان کے سوا جو چیزیں ہوں، وہ حاجت سے زائد ہیں۔" (بہارِ شریعت، جلد3، حصہ15، صفحہ333، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: مولانا محمد علی عطاری مدنی

فتوی نمبر: Pin-6913

تاریخ اجراء: 01 شعبان المعظم 1443ھ/05 مارچ 2022ء